بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح حیات

امام البخاری رحمۃ اللہ علیہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ

سوانح حیات

سوانح حیات:

امام المسلمین، قدوۃ الموحدین، امیر المحدثین سیدنا امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ علیہ اسلام کے ان مایہ ناز فرزندوں میں سے ہیں جن کا نام نامی اسلام اور قرآن کے ساتھ ساتھ دنیا میں زندہ رہے گا۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانچ پڑتال، پھر ان کی جمع و ترتیب پر آپ کی مساعی جمیلہ کو آنے والی تمام مسلمان نسلیں خراج تحسین پیش کرتی رہیں گی۔ آپ کا ظہور پر سرور عین اس قرآنی پیش گوئی کے مطابق ہوا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ جمعہ میں فرمائی تھی۔ «وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ» (سورہ الجمعہ 3) یعنی زمانہ رسالت کے بعد کچھ اور لوگ بھی وجود میں آئیں گے جو علوم کتاب و حکمت کے حامل ہوں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ یقیناً ان ہی پاک نفوس کے سرخیل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آل فارس میں سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ اگر دینی علوم ثریا ستارے پر ہوں گے تو وہاں سے بھی وہ ان کو ڈھونڈ نکالیں گے۔

نام و نسب و پیدائش:

امیر المومنین فی الحدیث سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ کا نام نامی ”محمد“ اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ بن بذذبہ الجعفی البخاری۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بردزبہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آتش پرست تھے۔ اس سے آپ کا فارسی النسل ہونا ظاہر ہے۔ امام بخاری کے پردادا مغیرہ نے یمان الجعفی حاکم بخارا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور شہر بخارا ہی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو الجعفی البخاری کہا جاتا ہے۔

آپ کے والد ماجد العلام مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ اکابر محدثین میں سے ہیں۔ کنیت ابو الحسن ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے اخص تلامذہ میں سے ہیں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے علاوہ حماد بن زید رحمہ اللہ اور ابو معاویہ ”عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ“ وغیرہ سے آپ نے احادیث روایت کی ہیں۔

احمد بن حفص رحمہ اللہ، نصر بن حسین رحمہ اللہ وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ اس قدر پاکباز، متدین، محتاط تھے خاص طور پر اکل حلال میں کہ آپ کے مال میں ایک درم بھی ایسا نہ تھا جسے مشکوک یا حرام قرار دیا جا سکے۔ ان کے شاگرد احمد بن حفص کا بیان ہے کہ میں مولانا اسماعیل کی وفات کے وقت حاضر تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ میں اپنے کمائے ہوئے مال میں ایک درم بھی مشتبہ چھوڑ کر نہیں چلا ہوں۔

امام بخاری قدس سرہ شہر بخارا میں بتاریخ 13 شوال 194ھ نماز جمعہ کے بعد پیدا ہوئے۔ یہ فخر امت میں کم ہی لوگوں کو حاصل ہوا ہے کہ باپ بھی محدث ہو اور بیٹا بھی محدث بلکہ سید المحدثین۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف امام بخاری رحمہ اللہ کو نصیب فرمایا: جس طرح یوسف علیہ السلام کو «کریم ابن الکریم ابن کریم» کہا گیا ہے اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ بھی محدث ابن المحدث قرار پائے۔ مگر صد افسوس کہ والد ماجد نے اپنے ہونہار فرزند کا علمی زمانہ نہیں دیکھا اور آپ کو بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی تربیت کی پوری ذمہ داری والدہ محترمہ پر آگئی جو نہایت ہی خدارسیدہ عبادت گزار شب بیدار خاتون تھیں۔ والدین کی علمی شان و دینداری کے پیش نظر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام کی تعلیم وتربیت کس انداز کے ساتھ ہوئی ہوگی۔

اولین کرامت:

فنجار نے تاریخ بخارا میں اور لاسکائی نے شرح السنہ باب کرامات الاولیاء میں نقل کیا ہے کہ بچپن میں امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی بصارت جاتی رہی تھی۔ والدہ ماجدہ کے لئے اپنی بیوگی ہی کا صدمہ کم نہ تھا کہ اچانک یہ سانحہ پیش آیا۔ اطباء علاج سے عاجز آگئے۔ والدہ ماجدہ اپنے یتیم بچے کی اس حالت پر رات دن روتیں اور دعا کرتیں۔ آخر ایک رات بعد عشاء مصلی ہی پر روتے اور دعا کرتے ہوئے آپ کو نیند آگئی۔ خواب میں خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور بشارت دی کہ "تمہارے رونے اور دعا کرنے سے اللہ پاک نے تمہارے بچے کی بینائی درست کردی ہے"، صبح ہوئی توفی الواقع آپ کی آنکھیں درست تھیں۔ بعد میں اللہ پاک نے آپ کو اس قدر روشنی عطا فرمائی کہ "تاریخ کبیر" کا پورا مسودہ آپ نے چاندنی راتوں میں تحریر فرمایا۔

تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں لکھاہے کہ دھوپ اور گرمی کی شدت میں امام نے طلب علم کے لئے سفر فرمایا تو دوبارہ آپ کی بینائی ختم ہوگئی۔ خراساں پہنچنے پر آپ نے کسی حکیم حاذق کے مشورہ سے سر کے بال صاف کرائے اور گل خطمی کا ضماد کیا۔ اس سے اللہ پاک نے آپ کو شفائے کامل عطا فرمائی۔ دس سال کی عمر تھی کہ آپ مکتبی تعلیم سے فارغ ہوگئے۔ اور اسی ننھی عمر سے ہی آپ کو احادیث نبوی یاد کرنے کا شوق دامن گیر ہوگیا اور آپ مختلف حلقہ ہائے درس میں شرکت فرمانے لگے۔

ستر ہزار احایث کا حفظ اور آپ کی عمر:

ان دنوں شہر بخارا میں علوم قرآن وحدیث کے بہت سے مراکز تھے۔ جہاں «قال اللہ وقال الرسول» کی صدائیں بلند ہورہی تھیں۔ امام ان مراکز سے استفادہ فرمانے لگے۔ ایک دن محدث بخارا امام داخلی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شریک تھے کہ امام داخلی نے ایک حدیث کی سند بیان کرتے وقت «سفیان عن ابی الزبیر عن ابراهیم» فرمادیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ بولے کہ حضرت یہ سند اس طرح نہیں ہے کیونکہ ابوالزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کی ہے۔ ایک نوعمر شاگرد کی اس گرفت سے محدث بخارا چونک پڑے اور خفگی کے لہجے میں آپ سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے استاد محترم کا پورا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی آہستگی سے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس اصل کتاب ہو تو اس کی طرف مراجعت فرمالیجئے۔ علامہ نے گھر جاکر اصل کتاب کو ملاحظہ فرمایا تو امام بخاری کی گرفت کو تسلیم فرمالیا اور واپسی پر اس سند کی تصحیح کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔ امام بخاری نے برجستہ جواب دیا کہ صحیح سندیوں سے «سفیان عن الزبیر وهوابن عدی عن ابراهیم» ۔ اس وقت امام بخاری رحمہ اللہ کی عمر صرف گیارہ سال کی تھی۔

انہی ایام میں آپ نے بخارا کے اٹھارہ محدثین سے فیوض حاصل کرتے ہوئے بیشتر ذخیرہ احادیث محفوظ فرمالیا تھا۔ امام وکیع اور امام عبداللہ بن مبارک کی کتابیں آپ کو برنوک زبان یاد تھیں۔ علامہ داخلی کے ساتھ واقعہ مذکورہ سے بخارا کے ہر علمی مرکز میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بڑے بڑے اساتذہ کرام آپ کے حفظ وذہانت کے قائل ہونے لگے۔

علامہ بیکندی علیہ الرحمہ جو ایک مشہور محدث بخارا ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرے حلقہ درس میں جب بھی محمد بن اسماعیل آجاتے ہیں مجھ پر عالم تحیر طاری ہوجاتا

ہے۔ایک دن ان علامہ کی خدمت میں ایک بزرگ سلیم بن مجاہد حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ذرا پہلے آجاتے تو ایک ایسا ہونہار نوجوان دیکھتے جسے ستر ہزار حدیثیں حفظ ہیں۔ سلیم بن مجاہد یہ سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔اور سیدنا امام کی ملاقات کے اشتیاق میں نکلے۔ملاقات ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہ صرف ستر ہزار بلکہ ان سے بھی زائد احادیث مجھے یاد ہیں۔بلکہ سلسلہ سند،حالات رجال سے جیسا بھی سوال کریں گے جواب دوں گا حتی کہ اقوال صحابہ و تابعین کے بارے میں بھی بتلا سکتا ہوں کہ وہ کن کن آیات قرآنی واحادیث نبوی سے ماخوذ ہیں۔(مقدمہ فتح الباری)

طلب حدیث کے لیے بلاد اسلامیہ کی رحلت:

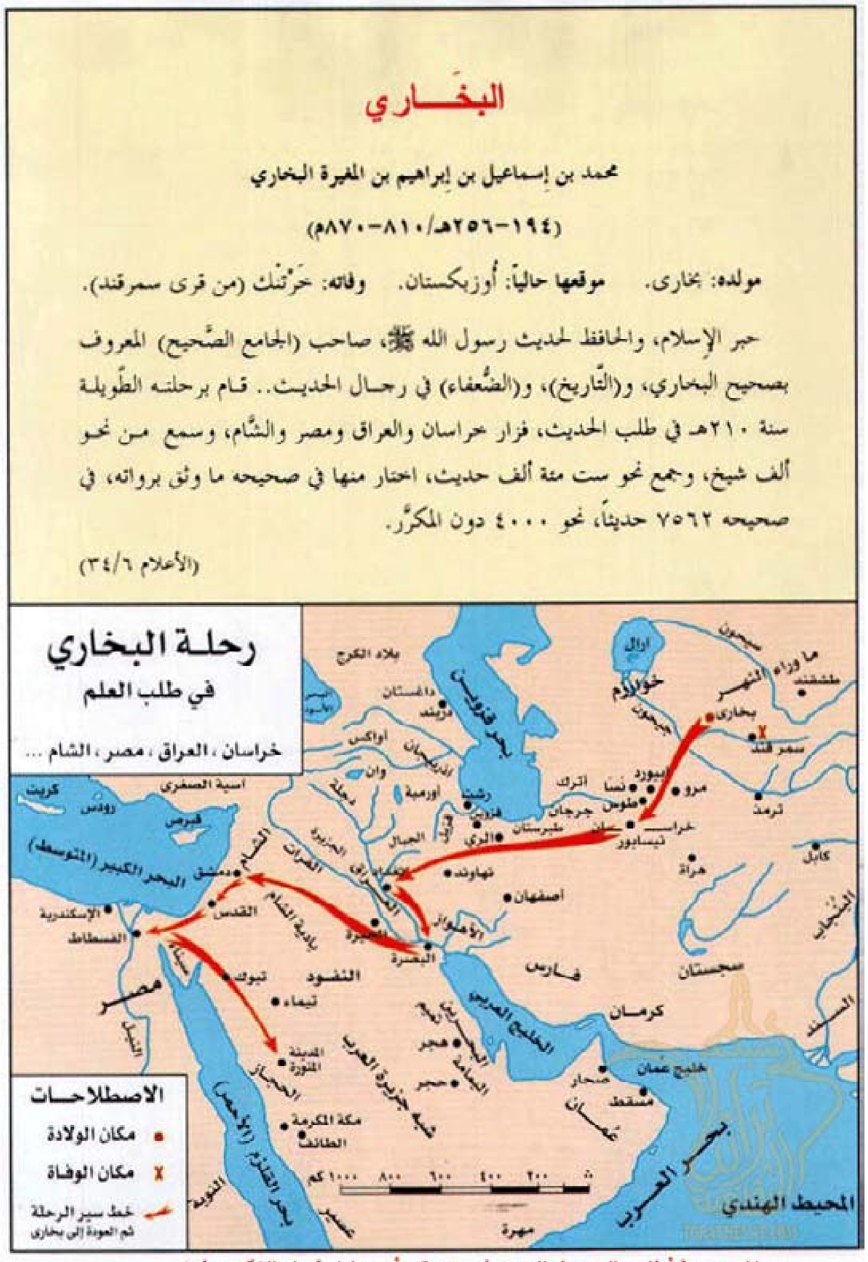

المصدر : [أطلس الحديث النبوي | د. شوقي أبو خليل] دار الفكر ، ط 1 .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لفظ رحلت کے لغوی معنی کوچ کرنے کے ہیں مگر اصطلاح محدثین میں یہ لفظ اس سفر کے لئے اصطلاح بن گیا ہے جو حدیث یا حدیث کی کسی سند عالی کے لئے کیا جائے۔ صحابہ وتابعین ہی کے بابرکت زمانوں سے اکابر امت میں یہ شوق پیدا ہو گیا تھا کہ وہ علوم کی تحصیل کے لئے دور دور تک کا سفر کرنے لگے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، مسلمانوں کا ایک گروہ ضرور دینی علوم کی تحصیل وفقاہت کے لئے گھر سے باہر نکلنا چاہیے۔ اسی کی تعمیل کے لئے محدثین کرام رحم اللہ اجمعین کمربستہ ہوئے اور انہوں نے اس پاکیزہ مقصد کے لئے ایسے ایسے کٹھن سفر اختیار کئے کہ وہ دنیا کی تاریخ میں بے مثال بن گئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے سفر کے سلسلہ میں مرو، بلخ، ہرات، نیشاپور، رے وغیرہ بہت سے دور دراز شہروں کے نام آئے ہیں۔ آپ نے طلب حدیث کے لئے تقریبا تمام ہی اسلامی ممالک کا سفر فرمایا۔

جعفر بن محمد خطان کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے احادیث سنی ہیں۔ اور میرے پاس جس قدر بھی احادیث ہیں ان کی سندیں اور رواۃ کے جمیع احوال مجھے محفوظ ہیں۔

سفر حج:

سید المحدثین امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ اپنی عمر کے سولہویں سال 210ھ میں اپنی والدہ محترمہ اور محترم بھائی احمد کے ساتھ سفر حج پر روانہ ہوئے اور مکۃ المکرمہ پہنچے۔ آپ نے اس مرکز اسلام میں بڑے بڑے علمائے کرام و محدثین سے ملاقات فرمائی، اور حج کے بعد والدہ محترمہ کی اجازت سے تحصیل علوم حدیث کے لئے مکہ ہی میں سکونت اختیار کی۔ اس وقت مکہ شریف کے ارباب علم وفضل میں عبداللہ بن یزید، ابو بکر عبداللہ بن الزبیر، ابو الولید احمد بن الارزقی اور علامہ حمیدی وغیرہ ممتاز شخصیتوں کے مالک تھے۔

آپ نے پورے دو سال مکۃ المکرمہ میں رہ کر ظاہری وباطنی کمالات حاصل فرمائے اور 212ھ میں مدینہ المنورہ کا سفر اختیار فرمایا اور وہاں کے مشاہیر محدثین کرام مطرف بن عبداللہ، ابراہیم بن منذر، ابو ثابت محمد بن عبید اللہ، ابراہیم بن حمزہ وغیرہ وغیرہ بزرگوں سے اکتساب فیض فرمایا۔

بلاد حجاز میں آپ کی اقامت چھ سال رہی۔ پھر آپ نے بصرہ کا رخ فرمایا۔ اس کے بعد کوفہ کا قصد کیا۔ سیدنا وراق بخاری نے کوفہ اور بغداد کے بارے میں آپ کا یہ قول نقل کیا ہے "میں شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ اور بغداد میں محدثین کے ہمراہ کتنی مرتبہ داخل ہوا ہوں"۔

بغداد چونکہ عباسی حکومت کا پایہ تخت رہا ہے اس لئے وہ علوم وفنون کا مرکز بن گیا تھا۔ بڑے بڑے اکابر عصر بغداد میں جمع تھے۔ اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے بار بار بغداد کا سفر فرمایا۔ وہاں کے مشائخ حدیث میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نام نامی خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ آٹھویں مرتبہ جب امام بخاری رحمہ اللہ بغداد سے آخری سفر کرنے لگے تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ نے بڑے پر درد لہجے میں فرمایا "کیا آپ لوگوں کو اور بغداد کے اس زمانہ کو اور یہاں کے علوم وفنون کے مراکز کو چھوڑ کر خراسان چلے جائیں گے؟" بخارا کے ابتلائی دور میں جب کہ وہاں کا حاکم آپ سے ناراض ہو گیا تھا، آپ امام احمد رحمہ اللہ کے اس مقولہ کو بہت یاد فرمایا کرتے تھے۔

اٹھارہ سال کی عمر میں تصانیف اور حافظہ:

امام بخاری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ جب میری عمر 18 سال کی تھی تو میں نے کتاب قضایائے صحابہ وتابعین نامی تصنیف کی، پھر میں نے مدینہ منورہ میں روضہ

منورہ کے پاس بیٹھ کر تاریخ تصنیف کی جسے میں چاندنی راتوں میں لکھا کرتا تھا۔ پھر میں نے شام اور مصر اور جزیرہ اور بغداد وبصرہ کا سفر کیا۔ حاشد بن اسماعیل آپ کے ہم عصر کہتے ہیں کہ آپ بصرہ میں ہمارے ساتھ حاضر درس ہوا کرتے تھے۔ محض سماعت فرماتے اور کچھ نہ لکھتے۔ آخر سولہ دن اسی طرح گزر گئے ایک دن میں نے آپ کو نہ لکھنے پر ملامت کی تو آپ بولے کہ اس عرصہ میں جو کچھ تم نے لکھا ہے اسے حاضر کرو اور مجھ سے ان سب کو بر زبان سن لو۔۔ چنانچہ پندرہ ہزار احادیث سے زیادہ تھیں جن کو امام بخاری نے صرف اپنی یادداشت سے اس اہتمام سے سنایا کہ بہت سے مقامات پر ہم کو اپنی کتابت میں تصحیح کرنے کا موقعہ ملا۔

ابو بکر بن ابی عتاب ایک بزرگ محدث فرماتے ہیں کہ ہم سے امام بخاری نے حدیث لکھی اور اس وقت تک ان کی داڑھی مونچھ کے بال نہیں نکلے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن یوسف فریابی نے 212ھ میں انتقال فرمایا اس وقت امام بخاری کا سن اٹھارہ برس یا کم تھا۔ محمد بن ازہر سختیانی نے کہا کہ میں سلمان بن حرب کی مجلس میں تھا اور امام بخاری ہمارے شریک درس تھے مگر احادیث کو قلمبند نہیں کرتے تھے۔ لوگوں نے اس پر استعجاب کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ بخارا جاکر اپنی یاد سے ان سب احادیث کو ضبط کرلیں گے۔

یوسف بن موسیٰ مروزی کہتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد میں تھا کہ امام المحدثین کی تشریف آوری کا اعلان کیا گیا۔ لوگ جوق در جوق آپ کے لائق شان استقبال کو جانے لگے جن میں میں بھی شامل ہوا۔ اس وقت امام بخاری عالم شباب میں تھے۔ بے حد حسین، سیاہ ریش۔ آپ نے پہلے مسجد میں نماز ادا فرمائی پھر لوگوں نے ان کو درس حدیث کے لئے گھیر لیا۔ آپ نے دوسرے روز کے لئے درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ دوسرے دن بصرہ کے محدثین و حفاظ جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ بصرہ والو! آج کی مجلس میں تم کو اہل بصرہ ہی کی روایت پیش کروں گا جو تمہارے ہاں نہیں ہیں۔ پھر آپ نے اس حدیث کا املاء کرادیا۔«حدثنا عبداللہ بن عثمان بن جبلۃ بن ابی رواد العقلی ببلدکم قال حدثنی ابی عن شعبۃ عن منصور وغیرہ عن سالم بن ابی الجعد عن انس بن مالک ان اعرابیا جآءالی النبی صی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الرجل یحب القوم ... الحدیث» حدیث املاء کرا کر ارشاد فرمایا کہ اے اہل بصرہ یہ حدیث تمہارے پاس منصور کے واسطہ نہیں۔ اور اسی شان کے ساتھ آپ نے گھنٹوں اس مجلس کو بہت سی احادیث املاء کرائیں۔ آپ کی قوت حافظہ سے متعلق بہت سے واقعات مورخین نے نقل کئے ہیں۔ جن کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

خانگی پاکیزہ زندگی، اخلاص واتباع سنت:

سیدالمحدثین امام المتقین فدائے سنن سید المرسلین امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنے والد ماجد مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے ترکہ سے کافی دولت حاصل ہوئی تھی۔ آپ نے اس پاکیزہ مال کو بصورت مضاربت تجارت میں لگادیا تھا۔ تاکہ خود تجارتی جھمیلوں سے آزاد رہ کر بہ سکون قلب خدمت حدیث نبوی علیہ فداہ ابی وامی کرسکیں۔

اللہ پاک نے اس تجارت کے ذریعہ آپ کو فارغ البالی عطا فرمائی تھی۔ باوجود اس کے ایام طالب علمی میں آپ نے بے انتہا فقر کیشی برداشت کیں۔ اور کسی مرحلہ پر بھی صبر و شکر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ وراق بخاری کے بیان کے مطابق ایک دفعہ سیدنا امام اپنے استاد آدم بن ابی ایاس کے پاس طلب حدیث کے لئے تشریف لے گئے مگر توشہ ختم ہوگیا۔ اور سفر میں تین دن متواتر گھاس اور پتوں پر گزارہ کیا۔ آخر ایک اجنبی انسان ملا اور اس نے ایک تھیلی دی جس میں دینار تھے۔

حفص بن عمر الاشقر آپ کے بصرہ کے ہم سبق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کئی روز تک شریک درس نہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ خرچ ختم ہوگیا تھا اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ آپ کو بدن کے کپڑے بھی فروخت کرنے پڑ گئے۔ چنانچہ ہم نے آپ کے لئے امدادی چندہ کرکے کپڑے تیار کرائے تب آپ درس میں حاضر

ہوئے۔

ابوالحسن یوسف بن ابی ذر بخاری کہتے ہیں کہ اسی فقر کیشی کی وجہ سے ایک دفعہ سیدنا امام علیل ہوگئے۔ طبیبوں نے آپ کا قارورہ دیکھ کر فیصلہ کیا کہ یہ قارورہ ایسے درویشوں کے قارورے سے مشابہت رکھتاہے جو روٹیوں کے ساتھ سالن کا استعمال نہیں کرتے۔ جو صرف سوکھی روٹیاں کھاکر گزارہ کیا کرتے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چالیس سال سے آپ کا یہی عمل ہے کہ صرف سوکھی روٹی کھاکر گزارہ کرتے رہے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ اطباء نے آپ کے علاج میں سالن کھانا تجویز کیاہے۔ آپ نے یہ سن کر علاج سے انکار کر دیا۔ جب آپ کے شیوخ نے بہت مجبور کیا تو روٹیوں کے ساتھ شکر کھانی منظور فرمائی۔

ابو حفص نامی بزرگ آپ کے والد ماجد کے خاص تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ کچھ مال آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اتفاق حسنہ کہ شام کو بعض تاجروں نے اسی مال پر پانچ ہزار منافع دے کر اسے خریدنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ صبح بات پختہ کروں گا۔ صبح ہوئی تو دوسرے تاجر پہنچے اور انہوں نے دس ہزار منافع دے کر وہ مال خریدنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے شام کو آنے والے اور صرف پانچ ہزار دینے والے تاجر کو یہ مال دے دینے کی نیت کرلی تھی۔ اب میں اپنی نیت کو توڑنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے دس ہزار کے نفع کو چھوڑ دیا اور پہلے تاجر ہی کے مال حوالہ فرمادیا۔

اخلاص و اتباع سنت:

مزاج میں انتہادرجہ کی رحمدلی اور نرمی اللہ نے بخشی تھی۔ ایک دفعہ آپ کا ایک مضارب (شریک تجارت، پارٹنر) آپ کے 25 ہزار درہم دبا بیٹھا۔ آپ کے بعض شاگردوں (محمد بن ابی حاتم وغیرہ) نے کہا کہ وہ قرضدار شہر آمل میں آگیاہے اب اس سے روپیہ وصول کرنے میں آسانی ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ میں قرض دار کو پریشانی میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ قرض دار خوف سے خوارزم چلا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ گورنر کی طرف سے ایک خط حاکم خوارزم کو لکھوا کر اسے گرفتار کرادیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں حکومت سے ایک خط کے لئے طمع کروں گا اس کے عوض حکومت کل میرے دین میں طمع کرے گی میں یہ بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بالآخر امام نے مقروض سے اس بات پر مصالحت کرلی کہ وہ ہرماہ ایک مخصوص رقم حضرت کو ادا کیا کرے گا۔ لیکن وہ تمام روپیہ ضائع ہوگیا اور وہ امام کا ایک پیسہ بھی نہ واپس کرسکا۔ مگر آپ نے حلم وعفو کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

امام کرمانی کا بیان ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کئی کئی دن مسلسل بغیر کھائے پئے گزار دیا کرتے تھے۔ اور کبھی صرف دو تین بادام کھالینا ہی ان کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ وہ بہت ہی سخی اور غرباء نواز و مساکین دوست انسان تھے۔ اپنی تجارت سے حاصل شدہ نفع طلبہ و محدثین پر صرف فرمادیتے تھے۔ ہرماہ فقراء و مساکین وطلبہ و محدثین کے لئے پانچ سو درہم تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ بے نفسی کا یہ عالم کہ ایک دفعہ آپ کی ایک لونڈی گھر میں اس طرف سے گزری جہاں آپ کاغذ، دوات، قلم وغیرہ رکھا کرتے تھے۔ اس باندی کی ٹھوکر سے آپ کی دوات کی ساری روشنائی فرش پر پھیل گئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حرکت پر باندی کو ٹوکا تو اس نے جواب دیا کہ جب کسی جانب راستہ ہی نہ ہو تو کیا کیا جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس نامعقول جواب سے برانگیختہ نہیں ہوئے بلکہ ہاتھ دراز کرکے فرمایا کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ اس نے تو ناراضگی کا کام کیا تھا آپ نے اسے آزاد کیوں فرمادیا آپ نے کہا اس کے اس کام سے میں نے اپنے نفس کی اصلاح کرلی اور اسی خوشی میں اسے پروانہ آزادی دے دیا۔

ایک مرتبہ آپ نے ابو معشر ایک نابینا بزرگ سے فرمایا کہ اے ابو معشر تم مجھے معاف کردو۔ انہوں نے حیرت واستعجاب کے ساتھ کہا کہ حضرت یہ معافی کس بات کی ہے؟ آپ نے بتلایا کہ آپ ایک مرتبہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرط مسرت میں انوکھے انداز سے اپنے سر اور ہاتھوں کو حرکت دے رہے تھے۔ جس پر مجھ کو ہنسی آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گئی۔ میں آپ کی شان میں اسی گستاخی کے لئے آپ سے معافی کا طلبگار ہوں۔ ابو معشر نے جواب میں عرض کیا کہ اے حضرت امام! آپ سے کسی قسم کی باز پرس نہیں ہے۔

خالد بن احمد ذہلی حاکم بخارا نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ آپ دربار شاہی میں تشریف لا کر مجھے اور میرے شہزادوں کو صحیح بخاری اور تاریخ کا درس دیا کریں۔ آپ نے قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ میں آپ کے دربار میں آ کر شاہی خوشامدیوں کی فہرست میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا اور نہ مجھے علم کی بے قدری گوارا ہے۔ حاکم نے دوبارہ کہلوایا کہ پھر شاہزادوں کے لئے کوئی وقت مخصوص فرما دیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میراث نبوت میں کسی امیر غریب کا امتیاز نہیں ہے۔ اس لئے میں اس سے بھی معذور ہوں۔ اگر حاکم بخارا کو میرا یہ جواب ناگوار خاطر ہو تو جبر امیر ادرس حدیث روک سکتے ہیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں عذر خواہی کر سکوں۔ ان جوابات سے حاکم بخارا سخت برہم ہوئے اور اس نے حضرت امام کو بخارا سے نکالنے کی سازش کی۔

اتباع سنت:

عبادت میں آپ کا استغراق اس درجہ تھا کہ امام کو ایک باغ میں مدعو کیا گیا۔ جب امام ظہر کی نماز سے فارغ ہو گئے تو نوافل کی نیت باندھ لی۔ نماز سے فراغت کے بعد قمیص کا دامن اٹھا کر کسی سے فرمایا کہ دیکھنا قمیض میں کوئی موذی جانور محسوس ہو رہا ہے۔ دیکھا گیا تو ایک زنبور نے سترہ جگہ ڈنگ لگائے تھے۔ اور جسم کے نیش زدہ حصوں پر ورم آ رہا تھا۔ کہا گیا کہ آپ نے پہلی ہی بار کیوں نہ نماز چھوڑ دی۔ امام نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسی سورۃ شروع کر رکھی تھی کہ درمیان میں اس کا قطع کرنا گوارا نہ ہوا۔ آخر رات میں تیرہ رکعتوں کا آپ ہمیشہ معمول رکھتے تھے۔ اسوہ حسنہ کی پیروی میں تہجد کی نماز کبھی ترک نہ فرماتے۔ رمضان شریف میں نماز تراویح سے فارغ ہو کر نصف شب سے لے کر سحر تک خلوت میں تلاوت قرآن پاک فرماتے اور ہر تیسرے دن ایک قرآن کریم ختم فرما دیتے اور دعا کرتے اور فرماتے کہ ہر ختم پر ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

اتباع سنت کا اس قدر جذبہ تھا کہ خالص اسوہ حسنہ کے پیش نظر تیر اندازی کی مشق فرمائی۔ اس قدر کہ آپ کا نشانہ کبھی چوکتا نہیں دیکھا گیا ایک دفعہ آپ کا تیر ایک پل کی میخ پر جا لگا جس سے پل کا نقصان ہو گیا۔ آپ نے پل کے مالک سے درخواست کی کہ یا تو پل کی مرمت کے لئے اجازت دی جائے یا اس کا تاوان لے لیا جائے تاکہ ہماری غلطی کی تلافی ہو سکے۔ پل کے مالک حمید بن الاخضر نے جواب میں آپ کو بہت بہت سلام کہلا بھیجا اور کہا کہ آپ بہر حال صورت بے قصور ہیں۔ میری تمام دولت آپ پر قربان ہے۔ پیغام پہنچنے پر آپ نے پانچ سو احادیث بیان فرمائی اور تین سو درہم بطور صدقہ فقراء و مساکین میں تقسیم فرمائے۔ (مقدمہ فتح الباری)

امیرا لمومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ بغداد میں:

عباسی حکومت کا پایہ تخت بغداد کبھی دنیائے اسلام کا مرکز اور اسلامی علوم و فنون کا بیش بہا مخزن رہ چکا ہے۔ یہی سید المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ کی شہرت و علمی قبولیت کا زمانہ ہے۔ متکلمین و محدثین فقہاء و مفسرین اطراف عالم سے سمٹ سمٹ کر بغداد میں جمع ہو چکے تھے۔ اس دور میں امام بخاری رحمہ اللہ بغداد میں تشریف لائے۔ پورا بغداد آپ کی شہرت سے گونج اٹھا۔ ہر مسجد ہر مدرسہ ہر خانقاہ میں آپ کے ذہن و حفظ و ذہانت و مہارت حدیث کا چرچا ہونے لگا۔ آخر دار الخلافہ کے بعض محدثین نے آپ کے امتحان کی ایک ترکیب سوچی وہ یہ کہ سو احادیث نبوی میں سے ہر حدیث کی سند دوسری حدیث کے متن میں ملا دی اور ان کو دس آدمیوں پر برابر تقسیم کر دیا اور مقررہ تاریخ پر مجمع عام میں آپ کے امتحان کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ مقررہ وقت پر سارا شہر امنڈ آیا۔ ان دس آدمیوں نے نمبر وار اختلاط کی ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

احادیث امام صاحب کے سامنے پڑھنی شروع کیں۔اور آپ سے استصواب چاہا۔مگر آپ ہر شخص اور ہر حدیث کے بارے میں یہی فرماتے رہے کہ «لا اعرفہ» (میں اس حدیث کو نہیں جانتا) اس طرح جب سو احادیث ختم ہو چکیں تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔کسی کا خیال تھا کہ امام حقیقت حال کو پہچان چکے ہیں۔اور کسی کا خیال تھا کہ آپ نے محدثین بغداد کے سامنے سپر ڈال دی ہے۔

امام المحدثین اسی وقت کھڑے ہو کر پہلے سائل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: «اما حدیثک الاول فبهذا الاسناد خطاء و صوابه کذا» یعنی تم نے پہلی حدیث جس سند سے بیان کی تھی وہ غلط تھی اس کی اصل سند یہ ہے۔اسی طرح آپ نے دسوں اشخاص کی سنائی ہوئی احادیث کو بالکل صحیح درست کرکے بہ ترتیب سوالات پڑھ کر سنا دیا۔اس خداداد حافظہ و مہارت فن حدیث کو دیکھ کر اہل بغداد حیرت زدہ ہو گئے۔اور بالاتفاق تسلیم کر لیا کہ فن حدیث میں عصر حاضر میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

امام بخاری قدس سرہ کی بے نظیر ثقاہت:

علامہ عجلونی نے آپ کی ثقاہت کے بارے میں یہ عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ دریا کا سفر کر رہے تھے اور آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔ایک رفیق سفر نے عقیدت مندانہ راہ و رسم بڑھا کر اپنا اعتماد قائم کر لیا۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اشرفیوں کی اسے اطلاع دے دی۔ایک روز آپ کا یہ رفیق سو کر اٹھا تو اس نے با آواز بلند رونا شروع کر دیا۔اور کہنے لگا کہ میری ایک ہزار اشرفیاں گم ہو گئی ہیں۔چنانچہ تمام مسافروں کی تلاشی شروع ہوئی۔امام نے یہ دیکھ کر کہ اشرفیاں میرے پاس ہیں اور وہ ایک ہزار ہیں۔تلاشی میں ضرور مجھ پر چوری کا الزام لگایا جائے گا۔اور یہی اس کا مقصد تھا۔امام نے یہ دیکھ کر وہ تھیلی سمندر کے حوالہ کر دی۔امام کی بھی تلاشی لی گئی۔مگر وہ اشرفیاں ہاتھ نہ آئیں اور جہاز والوں نے خود اسی مکار رفیق کو ملامت کی۔سفر ختم ہونے پر اس نے امام سے اشرفیوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سمندر میں ڈال دیا۔وہ بولا کہ اتنی بڑی رقم کا نقصان آپ نے کیسے برداشت فرما لیا۔آپ نے جواب دیا کہ جس دولت ثقاہت کو میں نے تمام عمر عزیز گنوا کر حاصل کیا ہے۔اور میری ثقاہت جو تمام دنیا میں مشہور ہے کیا میں اس کو چوری کا اشتباہ اپنے اوپر لے کر ضائع کر دیتا۔اور ان اشرفیوں کے عوض اپنی دیانت و امانت و ثقاہت کا سودا کر لیتا میرے لئے ہرگز یہ مناسب نہ تھا۔

وجہ تالیف الجامع الصحیح البخاری:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ فتح الباری میں تفصیلا لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے پاکیزہ زمانوں میں احادیث کی جمع و ترتیب کا سلسلہ کماحقہ نہ تھا۔ایک تو اس لئے کہ شروع زمانہ میں اس کی ممانعت تھی جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے ثابت ہے۔محض اس ڈر سے کہ کہیں قرآن مجید اور احادیث کے متون باہمی طور پر گڈمڈ نہ ہو جائیں۔دوسرے یہ کہ ان لوگوں کے حافظے وسیع تھے۔ذہن صاف تھے۔کتابت سے زیادہ ان کو اپنے حافظہ پر اعتماد تھا اور اکثر لوگ فن کتابت سے واقف نہ تھے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کتابت احادیث کا سلسلہ زمانہ رسالت میں بالکل نہ تھا۔یہ کہا جا سکتا ہے کہ وجوہ بالا کی بنا پر کماحقہ نہ تھا۔پھر تابعین کے آخر زمانہ میں احادیث کی ترتیب و تبویب شروع ہوئی۔

خلیفہ خامس عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے حدیث کو ایک فن کی حیثیت سے جمع کرانے کا اہتمام فرمایا۔تاریخ میں ربیع بن صبیح اور سعید بن عروبہ وغیرہ وغیرہ حضرات کے نام آتے ہیں جنہوں نے اس فن شریف پر باضابطہ قلم اٹھایا۔اب وہ دور ہو چلا تھا جس میں اہل بدعت نے من گھڑت احادیث کا ایک خطرناک سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ان حالات کے پیش نظر طبقہ ثالثہ کے لوگ اٹھے اور انہوں نے احکام کو جمع کیا۔امام مالک رحمہ اللہ نے موطا تصنیف کی جس میں اہل حجاز کی قوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

روایتیں جمع کیں، اور اقوال صحابہ فتاوی و تابعین کو بھی شریک کیا۔ ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج نے مکۃ المکرمہ میں اور ابو عمرو عبد الرحمن بن عمر اوزاعی نے شام میں اور عبد اللہ سفیان بن سعدی ثوری نے کوفہ میں اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ دینار نے بصرہ میں حدیث کی جمع ترتیب و تالیف پر توجہ فرمائی۔ ان کے بعد بہت سے لوگوں نے جمع احادیث کی خدمت انجام دی اور دوسری صدی کے آخر میں بہت سی مسندات وجود پذیر ہو گئیں جیسے مسند امام احمد بن حنبل، مسند امام اسحق بن راہویہ، مسند امام عثمان بن ابی شیبہ، مسند امام ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات میں سید المحدثین امام الائمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا دور آیا۔ آپ نے ان جملہ تصانیف کو دیکھا، ان کو روایت کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کتابوں میں صحیح اور حسن ضعیف سب قسم کی احادیث موجود ہیں۔

ایک مبارک خواب:

حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کے قلب مبارک میں ایک خاص الخاص جذبہ تھا۔ ایک رات آپ خواب دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور آپ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو کر پنکھا جھل رہے ہیں اور مکھی وغیرہ موذی جانوروں کو آپ سے دور کر رہے ہیں۔ بیدار ہو کر معبرین سے تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے بتلایا کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کی عظیم خدمت انجام دیں گے۔ اور جھوٹے لوگوں نے جو احادیث خود وضع کر لی ہیں، صحیح احادیث کو آپ ان سے بالکل علیحدہ چھانٹ دیں گے۔

اسی دوران آپ کے بزرگ ترین استاد اسحق بن راہویہ نے ایک روز فرمایا: کاش آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح احادیث پر مشتمل ایک جامع مختصر کتاب تصنیف کر دیتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور میں نے اسی دن سے جامع صحیح کی تدوین کا عزم بالجزم کر لیا۔

اسی سلسلہ میں نجم بن فضیل اور وراق بخاری کا خواب بھی قابل لحاظ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے ہیں، امام بخاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی جگہ پر اپنا قدم رکھ دیتے ہیں۔ ابو زید مروزی کا خواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ میں رکن اور مقام کے درمیان بیت اللہ کے قریب سو رہا تھا۔ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ابو زید! کب تک شافعی کی کتاب کا درس دیتے رہو گے اور ہماری کتاب کا درس نہ دو گے۔ عرض کیا حضور «فداک ابی وامی» آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا جسے محمد بن اسماعیل بخاری نے جمع کیا ہے۔

طریقہ تالیف الجامع الصحیح البخاری:

اس بارے میں خود امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں اس وقت تک داخل نہیں کی جب تک غسل کر کے دو رکعت نماز ادا نہ کر لی ہو۔ بیت اللہ شریف میں اسے میں نے تالیف کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر ہر حدیث کے لئے استخارہ کیا۔ مجھے جب ہر طرح اس حدیث کی صحت کا یقین ہوا، تب میں نے اس کے اندراج کے لئے قلم اٹھایا۔ اس کو میں نے اپنی نجات کے لئے حجت بنایا ہے۔ اور چھ لاکھ حدیثوں سے چھانٹ چھانٹ کر میں نے اسے جمع کیا ہے۔

علامہ ابن عدی اپنے شیوخ کی ایک جماعت سے ناقل ہیں کہ امام بخاری الجامع الصحیح کے تمام تراجم ابواب کو حجرہ نبوی اور منبر کے درمیان بیٹھ کر اور ہر ترجمۃ الباب کو دو رکعت نماز پڑھ کر اور استخارہ کر کے کامل اطمینان قلب حاصل ہونے پر صاف کرتے۔ وراق نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ میں امام بخاری کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ کو کتاب التفسیر لکھنے میں دیکھا کہ رات میں پندرہ بیس مرتبہ اٹھتے چقماق سے آگ روشن کرتے اور چراغ جلاتے اور حدیثون پر نشان دے کر سو رہتے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام صاحب سفر و حضر میں ہر جگہ تالیف کتاب میں مشغول رہا کرتے تھے اور جب بھی جہاں بھی کسی حدیث کے صحیح ہونے کا یقین ہو جاتا اس پر نشان لگا دیتے اس طرح تین مرتبہ آپ نے اپنے ذخیرہ پر نظر فرمائی۔

آخر تراجم ابواب کی ترتیب اور تہذیب اور ہر باب کے تحت حدیثوں کا درج کرنا۔ اس کو امام صاحب نے ایک بار حرم محترم میں اور دوسری بار مدینہ منورہ مسجد نبوی منبر اور محراب نبوی کے درمیان بیٹھ کر انجام دیا۔ اسی تراجم ابواب کی تہذیب و تبویب کے وقت جو حدیثیں ابواب کے تحت لکھتے پہلے غسل کر کے استخارہ کر لیتے۔

اس طرح پورے سولہ سال کی مدت میں اس عظیم کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے۔

جامع الصحیح کے بارے میں اکابر امت کی آراء:

سیدنا امام المحدثین جبل الحفظ سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ اور آپ کی جامع الصحیح کے بارے میں ان بارہ سو برسوں میں اکابر امت نے جن آراء مبارکہ کا اظہار کیا ہے، ان سب کی جمع و ترتیب کے لیے بھی ایک مستقل کتاب درکار ہے۔ ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ امام بخاری عند اللہ مقبول اور آپ کی جامع الصحیح بھی عند اللہ مقبول اور امت کے لیے بلاشک وشبہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح تر قابل عمل کتاب ہے۔ جو شخص بھی امام کی شان میں تنقیص و تخفیف اور آپ کی جامع الصحیح کے بارے میں شکوک وشبہات کی فضا پیدا کرتا ہے وہ اجماع امت کا مخالف ہے۔ خاطی ہے، ناقابل التفات ہے بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے لفظوں میں وہ بدعتی ہے۔

ہم بہت ہی اختصار کے پیش نظر صرف چند آرائے مبارکہ نقل کرتے ہیں۔ امید ہے کہ صاحبان صدق وصفا کے لیے یہ کافی ہوں گی اور وہ ہر گز کسی متقشف اور نامعقول ناقد کے وسواس نامعقولات سے متاثر نہ ہوں گے۔ جامع صحیح کے متعلق پہلے خود امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان سنیئے۔ فرماتے ہیں «لم اخرج فی هذا الكتاب الا صحيحا» میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کی تخریج کی ہے۔ (مقدمہ فتح الباری) اور فرمایا کہ میں نے تقریباً چھ لاکھ طرق سے جامع صحیح کی احادیث کا انتخاب کیا ہے۔

حافظ ابن الصلاح: حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں تمام مسند احادیث مکررات سمیت ۷۲۷۵ کی تعداد میں ہیں اور مکررات کو نکال دیا جائے تو چار ہزار حدیثیں رہ جاتی ہیں۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۸) یہ اختلاف تعداد محض مختلف الاقسام احادیث کی گنتی کے اعتبار سے ہے اس لیے دونوں بیان صحیح ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی حیات طیبہ میں نوے ہزار اشخاص نے براہ راست آپ سے اس عظیم کتاب کا درس لیا اور بلاواسطہ ان کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ جب اس کی جمع و تالیف سے فارغ ہوئے تو آپ نے اسے امام احمد بن حنبل اور امام یحیٰی بن معین اور امام علی بن مدینی وغیرہ اکابر امت کے سامنے پیش کیا۔ سب نے متفقہ طور پر اس کتاب کو مستحسن قرار دیا۔ اور اس کی صحت کی گواہی دی۔ بعض حضرات نے صرف چار احادیث سے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا۔ مگر آخر میں ان کے متعلق بھی امام بخاری ہی کا خیال شریف صحیح ثابت ہوا۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۵۷۸)

حافظ ابن حجر: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام قدس سرہ نے اپنی جامع صحیح کو مذکورہ بزرگوں کے علاوہ وقت کے دیگر مشائخ وفقہاء و محدثین کے سامنے بھی پیش کیا۔ سب نے متفقہ طور پر اس کتاب کی صحت کی تصدیق وتوثیق فرمائی۔

ملا علی قاری: ملا علی قاری نے مشائخ عصر کے یہ لفظ نقل کئے ہیں۔ «انه لا نظير له فی بابه» (مرقا جلد اول ص 15) یعنی "جامع صحیح اپنے باب میں بے نظیر کتاب ہے"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام نسائی: امام نسائی فرماتے ہیں «اجود هذه الكتب كتاب البخاري واجمعت الامة على صحة هذين الكتابين» یعنی "امت کا صحیح بخاری و صحیح مسلم ہر دو کتابوں کی صحت قطعی پر اجماع ہو چکا ہے اور جملہ کتب احادیث میں صحیح بخاری سب سے افضل ہے"۔

امام فضل بن اسماعیل جرجانی: البدایہ والنہایہ جلد یازدہم ص 28 پر امام فضل بن اسماعیل جرجانی کا ایک قصیدہ بابت مدح بخاری شریف منقول ہے جس کا خلاصہ یہ کہ صحیح بخاری سند اور متن کے اعتبار سے اس قدر اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ اس کی افضلیت پر جملہ اہل علم کا اتفاق اور اجماع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے یہ کتاب وہ کسوٹی ہے جس کے آگے عرب و عجم سب نے سر تسلیم خم کیا ہے۔ بلاشک صحیح بخاری آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

صحیح بخاری کی کتابت آب زر سے:

امت میں ایسے بھی قدر دان گزرے ہیں جنہوں نے قرآن مجید اور اس کے بعد صحیح بخاری شریف کو خالص آب زر سے لکھوا دیا۔ چنانچہ ایک عالم دین ابو محمد مزنی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے کتابت کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ قرآن مجید اور صحیح بخاری کو آب زر سے لکھ کر ان کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ یہ دونوں کتابیں تمام و کمال آب زر سے لکھ کر ان کے سامنے پیش کی گئیں۔ (مفتاح السعاد جلد اول ص ۷)

امام ابو الفتح عجلی: امام ابو الفتح عجلی فرماتے ہیں "صحیح بخاری کا متن حدیث قوی اور رجال اسناد عالی مرتبہ ہیں۔ صحت میں اس کو وہ بلند مرتبہ حاصل ہے گویا ہر حدیث کو امام بخاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست خود حاصل کیا اور درج فرمایا ہے"۔ شیخ الاسلام امام بلقینی: شیخ الاسلام امام بلقینی فرماتے ہیں کہ "صحیح بخاری حافظ عصر سیدنا امام بخاری کی وہ اہم تصنیف ہے جس میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن صحیحہ کو جمع فرمایا ہے۔ رجال بخاری سب صدوق اور ثقات ہیں۔ ان فضائل و خصوصیات کی بنا پر امت کا اجماع ہے کہ قرآن شریف کے بعد دنیائے اسلام کے ہاتھوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے"۔ (ارشاد الساری جلد اول ص 44)

علامہ عینی حنفی: علامہ عینی حنفی شارح بخاری لکھتے ہیں: «اتفق علماء الشرق والغرب على انه ليس بعد كتاب الله اصح من صحيح» «البخاری فرجع البعض صحيح مسلم على صحيح البخاري والجمهور على ترجيح البخاري على مسلم» (عمد القاری ص 5) یعنی "مشرق و مغرب کے تما علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری و صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ بعض ائمہ نے مسلم کو بخاری پر مقدم قرار دیا ہے۔ لیکن جمہور علمائے امت نے صحیح بخاری کو مسلم کے مقابلہ میں ترجیح دی ہے اور اسی کو افضل قرار دیا ہے"۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں «وانه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل» المؤمنين (حجۃ اللہ البالغ جلد اول ص ۱۳٤) یعنی "جو شخص بخاری و مسلم کی توہین و تخفیف کرتا ہے، وہ بدعتی ہے اور اس نے وہ راستہ اختیار کیا ہے جو ایمان والوں سے علیحدہ راستہ ہے (جس کا نتیجہ دوزخ ہے)"۔

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی: مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "بخاری و مسلم و مؤطا امام مالک کی احادیث نہایت صحیح ہیں۔ جامع صحیح بخاری میں بلحاظ اغلب خود مؤطا کی بھی مرفوع حدیثیں موجود ہیں، اس لحاظ سے صحیح بخاری سب سے زیادہ صحیح اور جامع کتاب ہے"۔ (عجالہ نافعہ ص 6)

مولانا احمد علی سہارنپوری: مولانا احمد علی سہارنپوری فرماتے ہیں کہ "علمائے امت کا اتفاق ہے کہ کتب حدیث میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری، پھر مسلم ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ ان دونوں میں صحیح بخاری صحت میں بڑھ کر ہے اور زیادہ فوائد کی جامع ہے"۔ (مقدمہ مولانا سہارنپوری مرحوم علی البخاری ص ٤)

مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی: مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی فرماتے ہیں کہ ''حافظ ابن الصلاح و حافظ ابن حجر و علامہ ابن تیمیہ شمس الائمہ سرخی وغیرہ اجلہ محدثین وفقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی سب حدیثیں حجت کے لیے قطعی ہیں۔ اور ان اجلہ اصحاب الحدیث و محققین کا فیصلہ میرے نزدیک بالکل درست فیصلہ ہے''۔ (فیض الباری)

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی: علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں کہ ''سب سے پہلے جس نے صرف احادیث صحیحہ کو جمع فرمایا ہے، وہ امام بخاری ہیں۔ پھر ان کے نقش قدم پر امام مسلم نے اپنی صحیح کو جمع فرمایا۔ یہ دونوں کتابیں مصنفات حدیث میں سب سے زیادہ صحیح ہیں''۔ (فتح الملهم شرح مسلم ص ٥٤)

اس قسم کے ہزارہا علماء وفضلاء اکابر امت متقدمین ومتاخرین کے بیانات کتب تواریخ میں موجود ہیں۔ جن سب کا جمع کرنا اس مختصر سے مقالہ میں ناممکن ہے۔ اس لیے ان چند بیانات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ان ہی سے ناظرین کو اندازہ ہو سکے گا کہ امت میں امام بخاری اور ان کی جامع الصحیح کا مقام کتنا بلند ہے۔ «والحمدللہ علی ذالک»

محدث اعظم و مجتہد معظم امام بخاری رحمہ اللہ اور مسالک مروجہ:

مسالک مروجہ سے مراد مذاہب اربعہ ہیں جو ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی طرف منسوب ہیں۔ ان مسالک کے پیروکار اپنے اپنے امام کی تقلید علی الاطلاق اپنے لیے واجب جانتے ہیں۔ اور تقلید شخصی کا ترک ان کے ہاں کسی طرح بھی جائز نہیں۔

تقلید کی تعریف: تقلید کی تعریف یوں کی گئی ہے «التقليد اتباع الرجل غيره فيما» «سمعه بقوله اوفى فعله على زعم انه محقق بلانظر فى الدليل» (حاشیہ نور الانوار لکھنو ص 216) یعنی ''تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق ہی ہو گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا''۔

صاحب مسلم الثبوت: صاحب مسلم الثبوت لکھتے ہیں «التقليد العمل بقول الغير من غير حجة» (مسلم ص 289) یعنی ''بغیر دلیل کسی کی بات کو عملاً مان لینا تقلید ہے''۔ عام طور پر مقلدین مذاہب اربعہ کا یہی طریقہ ہے۔

اس روشنی میں سیدنا محدث اعظم مجہتد معظم سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ کو مسالک اربعہ میں سے کسی ایک مسلک کا مقلد بتانا ایسا ہی ہے جیسا کہ چمکتے ہوئے سورج کو رات سے تعبیر کرنا۔ یہ حقیقت ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی بھی مذہب متنسبہ کے مقلد نہ تھے۔ ان کا علم وفضل، ان کا درجہ اجتہاد واستنباط اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ ان کو مقلد کہنا سراسر جہل وحماقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند ترین مقام نصیب فرمایا تھا۔

کچھ متقدمین نے ان کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے مگر یہ ان کی محض خوش فہمی ہے یا یہ مراد ہے کہ مسائل خلافیہ میں وہ زیادہ تر امام شافعی رحمہ اللہ کو موافقت کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو شافعی کہہ دیا گیا۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی جامع صحیح میں جس طرح مقلدین احناف سے اختلاف کیا ہے اسی طرح مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سے بھی بعض بعض مقامات پر اختلاف کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں «واما البخارى فهو وان كان منتسبا الى الشافعى موافقاله فى كثير من الفقه فقد» «خالفه ايضا فى كثير الى آخره» یعنی کثرت موافقات کے سبب امام بخاری کو امام شافعی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جس کثرت سے موافقت ہے اسی کثرت سے امام شافعی کی مخالفت بھی موجود ہے۔ جن کی بہت سی مثالیں بخاری شریف کا مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہوں گی۔

مولانا سید انور شاہ صاحب دیوبندی: مولانا سید انور شاہ صاحب دیوبندی رحمہ اللہ نے واضح طور پر بجا ارشاد فرمایا ہے کہ «ان البخاری عندی سلک مسلک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الاجتهاد ولم یقلدا احدا فی کتابه الخ» (فیض الباری جلد اول ص ۳۳۵) یعنی "امام بخاری نے ایک مجتہد کی حیثیت سے اپنا مسلک بنایا ہے اور اپنی کتاب میں ہرگز انہوں نے کسی کی تقلید نہیں کی"۔

صاحب ایضاح البخاری دیوبندی: صاحب ایضاح البخاری دیوبندی لکھتے ہیں۔"لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی شافعی یا حنبلی سے تلمذ اور تحصیل علوم کی بنا پر کسی کو شافعی یا حنبلی کہنا مناسب نہیں بلکہ امام کے تراجم بخاری کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ایک مجتہد ہیں۔ انہوں نے جس طرح احناف سے اختلاف کیا ہے وہاں حضرات شوافع سے اختلاف کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے۔ہاں اتنا ضرور ہے کہ احناف کے ساتھ ان کا لب ولہجہ کرخت ہے۔اور مشہور مسائل میں ان کی رائے حضرات شوافع کے موافق ہے...... امام کے اجتہاد اور تراجم ابواب میں ان کی بالغ نظری کے پیش نظر ان کو کسی فقہ کا پابند نہیں کہا جاسکتا۔" (ایضاح البخاری جز اول ص 30)

خلاصۃ المرام یہ ہے کہ سیدنا سید المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ ایک مجتہد اعظم تھے۔وہ قرآن وحدیث کو براہ راست اپنا مدار عمل قرار دیتے تھے۔اور صحیح معنوں میں وہ نہ صرف اہلحدیث بلکہ امام اہلحدیث تھے۔ان کی جامع الصحیح کا ایک ایک ورق اس حقیقت پر شاہد ہے۔احادیث نبوی ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔حدیث کی ادنیٰ سی مخالفت بھی ان کے لیے ناقابل برداشت تھی۔وہ صحیح معنوں میں فدائے رسول تھے۔وہ درحقیقت مینار ہدایت تھے۔

دیگر تصانیف امام بخاری رحمہ اللہ:

آپ کی عظیم تصنیف الجامع، صحیح پر جو کچھ لکھا گیا وہ محض مشتے نمونہ از خروارے ہے۔یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کے ایک ایک لفظ کی شرح وتفصیل کے لیے دفاتر درکار ہوسکتے ہیں۔اس کی بہت سی شروحات ہیں۔فتح الباری کو کسی قدر جامع کہا جاسکتا ہے۔مگر عصر حاضر میں آج ایک اور فتح الباری کی ضرورت ہے۔جس میں علوم جدیدہ کی روشنی میں احادیث نبوی کے اس عظیم خزانہ کا مطالعہ ہونا چاہیئے۔اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں کہ دنیائے اسلام کا کوئی مایہ ناز فرزند علامہ ابن حجر ثانی کی شکل میں پیدا ہو اور یہ خدمت انجام دے۔آپ نے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔جن میں "قضایا الصحابہ والتابعین" آپ نے اپنی عمر عزیز کے اٹھارہویں سال میں پہلی تصنیف فرمائی تھی۔مگر افسوس کہ آج اس کا کوئی نسخہ موجودہ علم میں نہ آسکا۔عمر کے اسی دوران آپ نے "التاریخ الکبیر" لکھی جسے دائرۃ المعارف حیدر آباد نے بصورت اجزا شائع کیا تھا۔

"التاریخ الاوسط" اور "التاریخ الصغیر" بھی آپ کی اہم تصانیف ہیں۔"خلق افعال العباد"، "کتاب الضعفا"، "الصغیر"، "المسند الکبیر"، "الادب المفرد" بھی آپ کی شاندار یادگاریں ہیں۔خصوصاً "الادب المفرد" بڑی جامع پاکیزہ اخلاقی کتاب ہے۔جسے آپ نے بہترین مدلل طور پر جمع فرمایا ہے۔اس کی عربی شروح اور اردو تراجم کافی شائع ہوچکے ہیں۔(حج ۶۲ء میں ایک نسخہ معہ شرح فضل اللہ الصمد جدہ سے بطور تحفہ ملا تھا۔جزاہ اللہ خیر الجزاء) "جزء القرأۃ خلف الامام" بھی آپ کا مشہور رسالہ ہے۔جو "قرأۃ خلف الامام" کے متعلق ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔مصر میں طبع ہوچکا ہے۔آپ نے اس رسالہ میں احادیث وسنن کی روشنی میں قرأت فاتحہ خلف الامام کا اثبات فرمایا ہے۔اور خلاف دلائل پر بھی روشنی ڈالی ہے۔اسی طرح دوسرا رسالہ آپ کا جزء رفع یدین کے نام سے مشہور ہے۔جس میں آپ نے بطرز اہلحدیث رفع الیدین کا مدلل اثبات فرمایا ہے۔ان دونوں اجزاء کے آپ سے روایت کرنے والے آپ کے شاگرد رشید محمود بن اسحاق خزاعی ہیں۔آپ سیدنا امام کے وہ شاگرد ہیں جنھوں نے بخارا میں سب سے آخر میں آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آپ کی قلمی یادگاریں ہیں جن میں سے اکثر ناپید ہوچکی ہیں۔بعض کے قلمی نسخے دوسری جنگ عظیم سے قبل کتب خانہ دارالعلوم جرمن

میں پائے گئے۔ اب نہ معلوم انقلابت زمانہ نے ان کو بھی باقی رکھا ہے یا نہیں۔ بہر حال «يَمْحُو اللَّـهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ» ۔(الرعد:39)

وفات:

خالد بن ذہلی حاکم بخارا کی بابت لکھا جا چکا ہے کہ وہ سید المحدثین سے محض اس بنا پر کہ آپ نے درس حدیث کے لیے شاہی دربار میں جانے اور اس کے صاحبزادوں کے لیے وقت مخصوص کرنے سے انکار فرمادیا تھا، مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ کسی بہانہ سے سیدنا امام کو شہر بخارا سے نکال دیا جائے۔ جس میں وہ اس زمانہ کے علمائے سوء کے تعاون سے کامیاب ہو گیا۔ انہوں نے سیدنا امام پر عقائد کے بارے میں الزام لگایا اور پھر حفظ امن کے بہانے سے سیدنا امام کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ آپ بادل ناخواستہ بخارا سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ "اے اللہ! ان لوگوں نے میرے ساتھ جو ارادہ کیا تھا۔ وہی صورت حال ان کو اپنے اور ان کے اہل و عیال کے بارے میں دکھلا دے۔" مظلوم امام کی دعا قبول ہوئی۔ اور ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ ذہلی امیر طاہر کے حکم سے معزول کر کے گدھے پر پھرایا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ اور حریث بن ابی ورقاء جو آپ کے نکلوانے میں سازشی تھا۔ اس کو اور اس کے گھر والوں کو سخت مصیبت پیش آئی۔ اور دوسرے مخالفین بھی اسی طرح غائب وخاسر ہوئے۔

دنیا کا یہی دستور ہے ایک دن وہ تھا کہ سیدنا امام بخاری اپنے علمی اسفار سے بخارا واپس لوٹے تو شہر سے تین میل کے فاصلے پر ان کے لیے ڈیرے لگائے گئے۔ اور پورا شہر ان کے استقبال کے لیے امنڈ آیا اور ان پر روپے اور اشرفیاں تصدق کئے گئے۔ ایک دن آج ہے کہ سیدنا امام کو اپنے وطن مالوف سے نکالا جا رہا ہے اور وہ دست بدعا، بے کسی کی حالت میں وطن سے بے وطن ہو رہے ہیں۔ آپ بخارا سے چل کر بیکند پہنچے۔ وہاں سے سمرقند والوں کی دعوت پر سمرقند کے لیے دعوت قبول فرمائی۔ خرتنگ نامی ایک گاؤں میں جو مضافات سمرقند سے تھا، آپ پہنچے ہی تھے کہ طبیعت خراب ہو گئی اور وہاں اپنے اقرباء میں اتر گئے۔ ایک رات آپ نے اللہ سے دعا کی کہ الٰہ العالمین اب زمین میرے لیے تنگ نظر آ رہی ہے، بہتر ہے کہ تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ آخر ۱۳ دن کم ۶۲ سال کی عمر میں یہ آفتاب حدیث خرتنگ کی زمین میں غائب ہو گیا۔ «انا للہ وانا الیہ راجعون»

روح پرواز کر جانے کے بعد بھی برابر جسم پر پسینہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ آپ کو غسل دے کر کفن میں لپیٹ دیا گیا۔ کچھ لوگ سمرقند لے جانے کے خواہشمند ہوئے۔ مگر خرتنگ ہی میں تدفین کے لیے اتفاق ہو گیا۔ عید الفطر کے دن نماز ظہر کے بعد آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ ایک خلق کثیر نے تدفین میں شرکت کی۔ اور آج وہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب عالمتاب، دنیائے اسلام کا محسن اعظم خاک میں چھپ گیا اور دنیا میں تاریکی ہو گئی۔ ایک شاعر نے آپ کے سال ولادت اور سال وفات ہر دو کو ایک ہی بند میں جمع کر دیا ہے، فرماتے ہیں۔«كان البخاری حفظا و محدثا ...... جمع الصحيح مكمل التحرير» «ميلاده صدق ومد عمره فيها ...... حميد وانقضى فى نور» ۱۹۴ ...... ۶۲ ...... ۲۵۶

خطیب عبد الواحد بن آدم کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں چند اصحاب کرام کے ساتھ کسی کا منتظر دیکھا۔ سلام کے بعد عرض کیا حضور کس کا انتظار فرما رہے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ میں آج محمد بن اسماعیل بخاری کے انتظار میں کھڑا ہوا ہوں۔ بعد میں جب سیدنا امام کے انتقال کی خبر پہنچی تو میں نے خواب کے وقت کے بارے میں سوچا، امام کے انتقال کا ٹھیک وہی وقت تھا۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر دنیائے اسلام میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا۔ ہر شہر قریہ میں مسلمانوں نے اظہار غم کیا۔ اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کی۔ علمائے امت اور مشاہیر اسلام نے اس سانحہ پر بہت سے مقالہ جات اور اشعار لکھے جو کتب تواریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔

امام بخاری مجتہد تھے

علامہ ذہبی:

علامہ ذہبی جن کے متعلق محمد حسین نیلوی حنفی لکھتے ہیں: ”جب امام ذہبی اس کی تصحیح کردیں تو قطعی صحیح بن جائے گی جس کا منکر کافر نہیں تو کم از کم فاسق ضرور ہوگا کیونکہ امام ذہبی رحمہ اللہ کا قول حجت ہے“۔(نداء حق 285)

علامہ ذہبی: علامہ ذہبی لکھتے ہیں: «وكان إماما حافظا حجة رأسا في الفقه والحديث مجتهدا من أفراد العالم مع الدين والورع والتأله.» ”آپ امام، حافظ، حجت چوٹی کے فقیہ و محدث اور مجتہد تھے، نیز دین داری تقوی وپرہیز گاری اور عبادت گزاری کے ساتھ ساتھ یگانہ روزگار تھے۔“ (الكاشف للذہبی 3/ 18)

رشید احمد گنگوہی حنفی:

رشید احمد گنگوہی جن کے متعلق عاشق الہی میرٹھی حنفی نے واشگاف الفاظ میں لکھا ہے: «قطب العالم، قدوة العلماء، غوث الأعظم، أسوة الفقهاء، جامع الفضائل والفواضل العلية، مستجمع الصفات الخصائل البهية والسنية، حامي دين مبين مجدد زمان وسيلتنا إلى الله الصمد الذي لم يلد و لم يولد شيخ المشائخ» (تذكرة الرشيد 2)

وہ(رشید احمد گنگوہی) لکھتے ہیں: «الإمام البخاري عندي مجتهد برأسه و هذا أيضا ظاهر من ملاحظة تراجمه بدقة النظر» (لامع الداري على جامع البخاري 19) ”امام بخاری میرے نزدیک مجتہد مستقل ہیں اور یہ دقیق نظر کے ساتھ ان کے تراجم ابواب کے ملاحظہ سے ظاہر ہے“۔

علامہ عبد الرشید نعمانی حنفی:

محمد عبد الرشید نعمانی حنفی لکھتے ہیں: «قال سليمان بن إبراهيم العلوي:البخاري إمام مجتهد برأسه كأبي حنيفة والشافعي ومالك و أحمد.» (ما تمس إليه الحاجة 26) ”امام بخاری رحمہ اللہ ائمہ اربعہ ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کی طرح چوٹی کے مجتہد تھے“۔

انور شاہ کشمیری حنفی:

مولانا انور شاہ کشمیری حنفی جن کے متعلق انظر شاہ حنفی " نقش دوام حیات کشمیری" (ص 290) پر شیخ علی کا قول نقل کرتے ہیں: «لو حلفت أنه أعلم بأبي حنيفة لما حنثت»

وہ(انور شاہ کشمیری حنفی) لکھتے ہیں: «واعلم أن البخاري مجتهد لا ريب فيه» (مقدمه فيض الباري 1/ 58) ”یہ بات جان لینی چاہیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے“۔

ایک اور مقام پر امام بخاری کو شافعی المذہب کہنے والوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: «لكن الحق أن البخاري مجتهد» (العرف الشذي 1/126)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد زکریا حنفی:

محمد زکریا حنفی لکھتے ہیں: "یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ اہل حدیث اور ائمہ محدثین مقلد تھے یا غیر مقلد؟ پھر مقلد ہونے کی صورت میں کس کی تقلید کرتے تھے؟ اس کے اندر علماء کا اختلاف ہے اور یہ بات ہے کہ جو آدمی بڑا ہوتا ہے اس کو ہر شخص چاہتا ہے کہ ہماری پارٹی میں شامل ہو جائے، کیونکہ اس میں تجاذب اور کشش بہت ہوتی ہے اور ہر ایک اپنی طرف کھینچتا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق غیر مقلدین تو کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے اور مقلدین ان کو مقلد مانتے ہیں، اسی طرح بہت سے شوافع نے اپنے طبقات میں ان کو شافعی تحریر کیا ہے، چکی کا پاٹ یہ ہے کہ امام بخاری پختہ طور پر مجتہد تھے"۔(تقریر بخاری شریف 41)

سلیم اللہ خان حنفی:

(سلیم اللہ خان حنفی (مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی) لکھتے ہیں: "بخاری مجتہد مطلق ہیں" (فضل الباری 1/36)

محمد عاشق الٰہی حنفی:

محمد عاشق الٰہی بلندی شہری حنفی، محمد زکریا حنفی کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں: "میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ پختہ طور پر مجتہد تھے، اگر امام صاحب کو مقلد مان لیا جائے تو یہ ہمارے جیسے مقلد نہیں کہلائیں گے کہ جو امام نے کہہ دیا بس اسی پر عمل کر لیا"۔ (سوانح عمری محمد زکریا ص 334)

احمد رضا بجنوری حنفی:

احمد رضا بجنوری حنفی لکھتے ہیں: "جامع صحیح بخاری مجموعی حیثیت سے اپنے بعد کی تمام کتابوں پر فوقیت و امتیاز رکھتی ہے، اسکے تراجم وابواب کو بھی امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی ذکاوت و دقت نظر کے باعث خصوصی فضیلت وبرتری حاصل ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ چونکہ خود درجہ اجتہاد رکھتے تھے، اس لیے انہوں نے جمع احادیث کا کام اپنے نقطہ نظر سے قائم کئے ہوئے تراجم وابواب کے مطابق کیا"۔(أنوار الباری شرح اردو صحیح البخاری 3/34)

علامہ اسماعیل عجلونی حنفی:

(ابن عابدین شامی حنفی کے استاذ علامہ اسماعیل عجلونی حنفی لکھتے ہیں کہ: «کان مجتهدا مطلقا» (الفوائد الدارري بحواله الكوثر الجاري 7

محمد عبد القوی حنفی:

(محمد عبد القوی حنفی لکھتے ہیں: "جمہور علماء کی تحقیق میں امام بخاری مجتہد ہیں"۔(مفتاح النجاح 28

محمد صدیق حنفی:

(محمد صدیق حنفی لکھتے ہیں: "امام بخاری مجتہد ہیں، بعض نے کہا شافعی المسلک ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ مجتہد ہیں"۔(الخبر الساری فی تشریحات البخاری 68

عبد الحی لکھنوی حنفی:

عبدالحی لکھنوی حنفی لکھتے ہیں: «فقد وجد بعدهم أيضا أرباب الاجتهاد المستقل كأبي ثور البغدادي و داود الظاهري و محمد بن إسماعيل البخاري وغيرهم على ما (لا) يخفى على من طالع كتب الطبقات .» (النافع الكبير 16) ”ان کے بعد اجتہاد مستقل والے حضرات ہوئے ہیں جس طرح کہ ابو ثور بغدادی، داؤد ظاہری اور محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہ ہیں، جس نے کتب طبقات کا مطالعہ کیا ہے اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے“۔

ابوالحسن سندھی حنفی:

ابوالحسن سندھی حنفی حاشیہ بخاری (مصری) میں قول فیصل لکھتے ہیں: «والصحيح أنه مجتهد» (بحواله الكوثر الجاري لأبي القاسم بنارسي 7) ”صحیح بات یہ ہے کہ وہ مجتہد تھے“۔

قاری محمد طیب حنفی:

قاری طیب حنفی لکھتے ہیں: ”امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ صفت تمام محدثین کرام میں امتیازی طور پر معروف ہے، نسائی رحمہ اللہ کو کہتے ہیں کہ انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کا کچھ نقش قدم اختیار کیا مگر بہر حال اصل اصل ہے، فرع فرع ہے، صنع بخاری یہ بہت اونچی چیز ہے اور تراجم بخاری یہ تو فی الحقیقت فقہ کا ایک مستقل باب ہے «فقه البخاري في تراجمه» ۔ تو امام بخاری رحمہ اللہ محدث بھی ہیں اور فقیہ بھی ہیں نیز اجتہاد کے رتبے کو پہنچے ہوئے ہیں“۔(خطبات حکیم الاسلام 456/5)

نور الحق حنفی:

نورالحق حنفی لکھتے ہیں: «وے درزمان خود در حفظ احادیث و اتقان آن و فهم معانی کتاب وسنت و حدت ذهن و جودت قریحت و وفور فقه و کمال زهد و غایت ورع و کثرت اطلاع بر طرق حدیث و علل آن ودقت نظر و قوت اجتهاد و استنباط فروع از اصول نظیرے نداشت .» ”وہ اپنے زمانہ میں حدیث ے حفظ واتقان، معانی کتاب وسنت کے فہم، ذہن کی تیزی، حافظہ کی عمدگی، وفور فقہ، کمال زہد، غایت ورع، اسانید وعلل حدیث پر کثرتِ اطلاع، دقت، قوت اجتہاد اور اصول سے فروع استنباط کرنے میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے“۔

امام بخاری کسی فقہی مذہب کے پابند نہ تھے

قاضی عبدالرحمٰن حنفی:

قاضی عبد الرحمن حنفی فاضل دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں: ”بعض فقہی مسائل میں امام شافعی رحمہ اللہ کی موافقت کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی کہنے کا جواز نکل سکتا ہے اور اسی طرح بعض قرائن سے انہیں حنبلی کہا جاسکتا ہے تو اسحاق بن راہویہ کا شاگرد ہونے کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو حنفی المسلک بھی کہا جاسکتا ہے، پھر بہت سے مسائل میں امام بخاری رحمہ اللہ نے امام شافعی کی مخالفت اور حنفیہ کی تائید بھی کی ہے، انہوں نے جس طرح احناف سے اختلاف کیا ہے اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شوافع سے بھی کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے تراجم ابواب میں جو بالغ نظری پائی جاتی ہے اس کے پیش نظر ان کو کسی مسلک کا پابند نہیں کہا جا سکتا وہ کسی مسلک کے متبع نہ تھے بلکہ خود ایک مجتہد کی شان رکھتے تھے"۔(فضل الباری 164)

انور شاہ کشمیری حنفی:

انور شاہ کشمیری حنفی جن کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی حنفی کہتے ہیں: «إن وجود مثله في الملة الإسلامية آية على أن الإسلام دين حق وصدق.»

(ترجمة صاحب العرف الشذي على جامع الترمذي، مكتبه رحمانيه لاهور)

وہ (انور شاہ کشمیری حنفی) لکھتے ہیں: «واعلم أن البخاري مجتهد لا ريب فيه وما اشتهر أنه شافعي فلموافقته إياه في السمائل المشهورة و إلا فموافقته للإمام الأعظم ليس بأقل مما وافق فيه الشافعي، وكونه من تلامذة الحميدي لا ينفع لأنه من تلامذة إسحاق بن راهويه أيضا فهو حنفي، فعده شافعيا باعتبار الطبقة ليس بأولى من عده حنفيا.» (فيض الباري 158) عبارت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد تھے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور یہ جو مشہور ہے کہ آپ شافعی ہیں تو وہ مسائل مشہورہ میں امام شافعی رحمہ اللہ سے موافقت کی وجہ سے ہے، اگر یہ بات کہی جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ امام حمیدی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں جو کہ شافعی ہیں تو یہ بات بھی اس کے لیے دلیل اور فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ آپ اسحاق بن راہویہ کے بھی شاگرد ہیں جو کہ حنفی ہیں رہی بات امام شافعی سے موافقت والی تو آپ نے بہت سے مسائل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے موافقت کی ہے۔

SAWANAH HAYAT
IMAAM AL BUKHARI رحمۃ اللہ علیہ